مطبوعات

تفسیر آیت کریمہ رشحاتِ قلم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ۔ عربی سے ترجمہ از الاستاذ عبدالرحیم پشاوری
ناشر مکتبہ نذیریہ - پتہ: منیر شہید روڈ - بالمقابل جاوید مارکیٹ، اچھرہ، لاہور۔ صفحات: ۲۰۴، کاغذ سفید۔ قیمت ۱۸/- روپے۔ محصول ڈاک بذمہ مکتبہ۔

حضرت امام ابن تیمیہ جنہوں نے قلم اور تلوار دونوں سے جہاد کیا، کبھی درباروں میں صدائے حق بلند کی اور کبھی زندانوں کی تاریکیوں کو ایمان و عرفان کے نور سے بھر دیا، کبھی اپنوں کا احتساب کیا اور کبھی غیروں کو لاجواب کیا، جنہوں نے وقت کے ہر فتنے کے مقابلے کے لیے علوم کے قلعے کے قلعے کھڑے کر دیے اور ان قلعوں سے کبھی مثبت استدلال اور کبھی مناظرانہ بحثوں کے وہ گولے برسائے کہ طاغوتی عساکر تہس نہس ہو کر رہ گئے۔ اس مجددِ وقت نے قرآنی صداقتوں اور نبوی حکمتوں کے متعلق ایسے ایسے رسائل لکھے جن میں ایک ایک محدود سے موضوع کے تحت دینی حقائق کے انبار جمع کر دیے۔

ایسا ہی یہ ایک رسالہ ہمارے سامنے ہے۔ اس میں آیت کریمہ (لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ) کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ مگر بات چھڑی تو پھر شاخ در شاخ اس سے ضیا پاش مسائل و مباحث پھوٹتے چلے گئے۔ واعظانہ اور مناظرانہ انداز سے نہیں، بلکہ عالمانہ اور محققانہ انداز سے۔

امام ابن تیمیہ توحید کے عظیم پرچم بردار ہیں۔ ان کی ساری تحریروں کے رگ و پے میں توحید سرایت کیے ہوئے ہے۔ پیشِ نظر کتاب میں تیسرا اور چوتھا باب، ان کے اعتقادِ توحید کو عملی سطح پر نمایاں کرتے ہیں۔ توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ الوہیت کا فرق بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ "توحیدِ ربوبیت کا تو عرب کے مشرکوں کو بھی اقرار تھا" (ص ۷۶) "خدا کی توحیدِ الوہیت کے معترف نہیں تھے" (ص ۷۸)

سورہ بقرہ کی آیت ۱۶۵ سے استدلال کیا ہے کہ "جو شخص کسی مخلوق کے ساتھ ویسی ہی محبت رکھتا ہے جو اس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ رکھنی چاہیے تو وہ مشرک ہے۔" (ص ۸) توحیدِ الوہیت کے قائل کے متعلق فرمایا کہ اس کی "محبت اور عبادت کا منتہیٰ اور مقصود اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور کوئی دوسرا بالاستقلال اس کا محبوب نہیں ہوتا۔" نیز "وہ جانتا ہے کہ مامورات کا بجا لانا اور محظورات کا ترک کرنا خدا تعالیٰ کو پسند ہے اس لیے وہ ایسا ہی کرتا ہے۔" (ص ۹) آخری نتیجہ یہ نکالا ہے کہ "دین کا ملخص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی جائے اور بس۔" (ص ۸۴)۔

معمولی درجے کے خواندہ طبقے کے فہم سے یہ کتاب قدرے بلند ہے، کیونکہ اس کی بحثیں علمی ہیں۔

احیائے اسلام اور معلم از جناب خرم جاہ مراد، ڈائریکٹر جنرل اسلامک فاؤنڈیشن لیسٹر (انگلینڈ)

ناشر: ادارۂ تعلیمی تحقیق، تنظیمِ اساتذۂ پاکستان — ۸-اے ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور۔ خوبصورت طباعت و رنگین ٹائیٹل۔ صفحات ۴۸۔ قیمت ۴/۵۰ روپے

خرم جاہ مراد تحریکِ تصورِ اسلام کے علمبردار ایک دانشور محقق ہیں۔ اور ایک ممتاز ادارے کے سربراہ۔ تنظیم اساتذہ پاکستان کی سندھ تعلیمی کانفرنس (منعقدہ ۲۸ تا ۳۰ دسمبر ۱۹۷۹ء) میں انہوں نے دو مختصر تقریریں کیں۔ جو اس پمفلٹ میں جمع کی گئی ہیں۔

خرم جاہ مراد نے یہ صورتِ حالات واضح کر کے کہ "اسلام کے لیے جو جدوجہد اور کشمکش برپا ہے وہ زندگی کے ہر دائرے میں حاوی ہے" اساتذہ کو توجہ دلائی کہ "سارے میدانوں میں سب سے زیادہ اہم تعلیم ہی کا میدان ہے۔" اور "اس جدوجہد میں سب سے زیادہ اہم مقام ایک استاد کا مقام ہے۔" نیز تعلیم کے مقصد کو یوں متعین کیا کہ وہ ہمارے مقاصد و تصورات اور روایات و تہذیب کی حفاظت کرے۔ ایک جگہ مراد صاحب کہتے ہیں کہ "میں سیاسی عمل کی اہمیت کو کم نہیں کرنا چاہتا" مگر "اس نوجوان کے ذہن اور روح کے میدانِ جنگ کوئی کم اہم نہیں ہیں۔ جو آپ کے پاس تعلیم کے لیے آتا ہے۔" (ص ۳۴، ۳۵)۔ یہی نقطۂ نظر ہے جس پر دونوں تقریروں کی بنا استوار ہے۔

ص ۳۵، ۳۶ پر اسلامی نظامِ تعلیم کی جو چھ اہم خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ وہ بڑی اہم ہیں۔